ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ

یعنی

(میلاد و قیام کا اثبات)

بلبلِ ہند مظہرِ مفتی اعظم علامہ مفتی محمد رجب علی قادری

المجمع الرجبی
بنانپارہ
بھرائچ شریف

باسمہ وحمدہ تعالیٰ

بحالت قیام صلوٰۃ وسلام کے جواز میں ناقابل تردید دلائل شرعیہ کا حسین گلدستہ

ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ

یعنی

میلاد و قیام کا اثبات

تالیف

شیخ طریقت مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رجب علی قادری نانپاروی قدس سرہ العزیز

تعلیق وتخریج

مفتی محمد ابوالحسن قادری مصباحی صدر شعبۂ افتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو

ناشر المجمع الرجبی جامعہ عزیز العلوم محلہ گھوسی ٹولہ ضلع بہرائچ شریف، یوپی

الصّلوٰۃ و السّلام علیك یا رسول اللہ

نام کتاب : **ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ** یعنی میلاد وقیام کا اثبات

نام مصنف : بلبل ہند حضرت علامہ مفتی محمد رجب علی قادری خلیفۂ مفتی اعظم ہند قدس سرہ

عرض حال : محمود ملت حضرت علامہ الحاج محمد محمود رضا قادری دام ظلہ العالی

تعلیق وتقدیم : حضرت مولانا مفتی محمد ابوالحسن قادری مصباحی جامعہ امجدیہ گھوسی

تقریظ جلیل : حضرت علامہ تحسین رضا خاں مدظلہ العالی بریلی شریف

تقریظ جمیل : حضرت علامہ مفتی محمود اختر قادری سنی دارالعلوم محمدیہ ممبئی

ناشر : المجمع الرجبی محلّہ گھوسی ٹولہ، نانپارہ

کمپوزنگ : ضیاء کمپیوٹر اینڈ پرنٹر، خیریہ روڈ، مداپور، گھوسی، مئو

سن اشاعت : ۱۴۲۳ھ

صفحات : ۶۴

﴿عرض حال﴾

بِسمِهٖ تَعَالٰی وَ تَقَدَّسَ

یہ مبارک رسالہ ''ارغام الفجرة فی قیام البررة'' جناب حافظ محمد حسین صاحب کے استفتا کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔ میں نے اسکی اہمیت وافادیت کو محسوس کر کے ایک مختصر رسالہ کی شکل میں عوام کے سامنے پیش کر دیا کیونکہ حضور اقدس تاجدار رسالت ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ سے لے کر اب تک تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور جملہ علمائے متقدمین ومتاخرین اور عام مومنین و مسلمین اور اہل حل وعقد کی بہت بڑی جماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ میلاد وقیام جائز ومستحب ہے اس کے برعکس ایک مختصر ٹولی جس نے میلاد مبارک کو شرک وبدعت کا نام دے کر اپنی جہالت وسفاہت کا پکا ثبوت فراہم کیا ہے۔ جس کے ردوابطال میں اب تک سیکڑوں علمائے کرام کی گراں قدر ایمان افروز، باطل سوز، نجدی دوز، کتابیں منظر عام پر آکر قوم وملت سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

والد گرامی حضور بلبل ہند مظہر مفتئ اعظم مفتی شاہ محمد رجب علی قادری قدس سرہ نے بھی اس امر کے جواز بلکہ اس کے استحباب واستحسان پر قرآن واحادیث اقوال بزرگان دین سلف صالحین سے دلائل وبراہین کی روشنی میں وہ ناقابل تردید ثبوت فراہم فرمائے ہیں کہ منکر میلاد وقیام اگر انصاف کی نظر سے اس رسالۂ مبارکہ کو پڑھ لے تو اسے ایمان و ہدایت کی لازوال نعمت حاصل ہو جائے گی مولائے کریم ہم سب کو عمل خیر کی توفیق بخشے اور

محفل میلاد و قیام کے مخالفین و معاندین کے مکر و فریب سے بچائے۔

محب گرامی حضرت مولانا مفتی محمد ابو الحسن صاحب قادری مدظلہ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس رسالہ کو منظر عام پر لانے کی بے پناہ کوشش فرمائی اور ان کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اپنا مالی تعاون پیش کر کے ابدی سعادت حاصل کی مولیٰ تعالیٰ سب کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے اور اجر جمیل و جزائے بے مثیل عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم

طالب دعا۔ فقیر ابو الخالد محمد محمود رضا قادری غفرلہ

مہتمم جامعہ عربیہ عزیز العلوم نانپارہ وزیب سجادہ خانقاہ رحیمیہ نانپارہ بہرائچ شریف

۲۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ ۵؍ اگست ۲۰۰۲ء

مخیر قوم و ملت عالی جناب محترم محمد نفیس احمد قادری جالی محلّہ ممبئی جو ایک نہایت شریف الطبع متشرع سنیت کے معاملے میں متحرک و فعال اور ملت کا سچا درد رکھنے والے ہیں۔ جنہوں نے اعلیٰحضرت اور مفتی اعظم نانپارہ کی تصانیف کی اشاعت میں اپنے خزانے کھول رکھے ہیں، ہم ان کے مشکور ہیں اللہ تعالیٰ اسی طرح دیگر اصحاب ثروت کو بھی بزرگان دین کے تحریری مشن کو عام کرنے کے لئے مالی تعاون کرنے کی توفیق دے۔

﴿شرف انتساب﴾

والد ماجد حضرت مفتی اعظم نانپارہ قدس سرہ العزیز کی اس مبارک کاوش کو ایۃ من ایات اللہ معجزۃ من معجزات رسول اللہ شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کے نام نامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

طالب فیضان واسیر مفتی اعظم

ابوالخالد محمد محمود رضا قادری غفرلہ

مہتمم جامعہ عزیز العلوم نانپارہ بہرائچ، یوپی

نذرانۂ عقیدت

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ اجل قدوۃ الواصلین زبدۃ السالکین عارف باللہ بدر الطریقہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد عبد العزیز محدث بریلوی ثم بجنوری سابق شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام بریلی شریف (مرشد طریقت حضور بلبلِ ہند) کی بارگاہ عالی وقار میں پیش ہے۔

جن کی نگاہ کیمیا اثر نے بے شمار گم گشتگانِ راہ کو نشان منزل عطا فرمادی۔

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

عقیدت کیش

ابو الخالد محمد محمود رضا قادری غفرلہ

مہتمم جامعہ عزیز العلوم نانپارہ بہرائچ، یوپی

خراج عقیدت

شبیہ غوث اعظم، شہزادۂ مجدد اعظم، مرشد اُمم مفتی اعظم

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی **محمد مصطفےٰ رضا** قادری

کی مقدس بارگاہ میں پیش ہے

جن کے فیوض وبرکات سے ایک جہاں شادکام ہے۔

غبارِ راہ مفتی اعظم

محمد محمود رضا قادری غفرلہ

مہتمم جامعہ عزیز العلوم نانپارہ بہرائچ، یوپی

تقدیم

از۔ مولانا مفتی محمد ابوالحسن قادری مصباحی
صدر شعبۂ افتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو

نحمدهٗ و نصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم

حق و باطل اور اسلام و کفر کی جنگ کوئی نئی داستان نہیں ہر دور اور ہر عہد میں نئے نئے فتنے کی شکل میں باطل نمودار ہو کر اسلام سے نبرد آزما ہوا اور اس کے جمال عالم افروز پر خاکپاشی کی ناکام کوشش کی مگر اسلام کا مہر صداقت تاباں و درخشاں رہا کبھی کفر کے ظلماتی بادلوں میں روپوش نہ ہوا۔

عصر حاضر کا سب سے بڑا فتنہ وہابیت ہے یہ ایک نوزائیدہ فرقہ ہے جس کے مقاصد نہایت زہریلے عقائد گھناؤنے افکار غیر اسلامی نظریات اندوہناک ہیں خدا اور رسول کی شان میں گستاخی انبیا و اولیا سے عداوت ونفرت صلحا و اصحاب کی عظمت و رفعت سے انکار نصب العین ہے یہی وہ فرقہ ہے جس نے سب سے پہلے صدہا سال سے رائج و معمول اعمال صالحہ و اشغال نافعہ امور مستحبہ مثلاً قیام تعظیمی (کھڑے ہو کر سلام پڑھنا) عرس،

فاتحہ، میلاد کو شرک و بدعت کہہ کر ہندوستان کے مسلمانوں میں نفاق و شقاق پیدا کیا اور مسلمانوں کے دلوں سے روح ایمان نکالنے کا سیاہ کارنامہ انجام دیا یہ تو انشاء اللہ آئندہ صفحات میں ہم بتائیں گے کہ مذکورہ اعمال شرعی نقطہ نظر سے کیا ہیں پہلے یہ ملاحظہ کریں کہ فرقہ وہابیت کا بانی کون ہے کب وجود میں آیا۔ اسکو پھیلانے میں کن لوگوں کا اہم رول ہے، اس کے نظریات کیا ہیں۔ اسکی اہم کتابیں کون سی ہیں۔

"فرقہ وہابیت کا بانی"

اس فرقے کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی ولادت ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء یا ۱۱۱۵ھ/ ۱۷۰۳ء وفات ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء ہے امیر درعیہ محمد بن سعود نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو وہابیت پھیلانے میں بڑی مدد دی ۱۱۵۹ھ میں اس نے محمد بن عبدالوہاب کی اطاعت قبول کی اس کے بعد نجد اور جزیرۂ عرب کے مشرقی علاقوں میں وہابیت عمان تک پھیلی۔

چنانچہ امام عبداللہ بن عیسی بن محمد صنعانی اپنی تصنیف السیف الہندی میں لکھتے ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب عبدالعزیز نجدی کے محلہ میں فروکش ہوا عبدالعزیز نے بیعت کی اور وہاں کے لوگ اس کے مددگار رہوئے ان لوگوں نے درعیہ کے قرب وجوار کی بستیوں میں اپنا مسلک پھیلایا جب محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ ایک قوی جماعت ہوگئی تو یہ قانون نافذ کردیا کہ جو شخص غیر اللہ کو آواز دے یا کسی نبی یا فرشتے یا عالم کا وسیلہ لے وہ مشرک ہے اس کا ارادہ شرک ہو یا نہ ہو۔ (مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶)

''محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائدواقوال''

١۔ محمد کی قبر کوان کے مشاہدان کی مساجد اوران کے آثار کواور کسی نبی یا ولی کی قبر کواور تمام مورتیوں (مزارات) کو سفر کرنا شرک اکبر ہے۔

٢۔ چھ سو سال سے تمام دنیا کے مسلمان کافرومشرک ہیں۔

٣۔ جوقبروں کی نذر مانے، مقبروں میں اللہ سے دعا مانگے مزاروں کا پردہ چومے قبروں کی مٹی لے اور اولیا سے مدد طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔

٤۔ شفاعت اور تقرب الی اللہ کی نیت سے انبیا اولیا کو وسیلہ بنانے والوں کی جان و مال حلال ہے اور ایسا شخص مشرک ہے۔

٥۔ یارسول اللہ کہنے والا شخص کافر ہے۔

٦۔ تقلید حرام ہے۔

''ہندوستان میں وہابیت''

بارہویں صدی تک سرزمین ہند پر امن وسکون کی بہار رہی مسلمانان اہلسنت اپنے عقائدومعمولات پر بلا اختلاف قائم تھے مگر تیرہویں صدی میں مولوی اسماعیل دہلوی کے ذریعہ ایک نیا فرقہ وہابیت نمودار ہوا چنانچہ حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی رقمطراز ہیں۔

تیرہویں صدی ہجری برصغیر ہند کے مسلمانوں کے لیے سیاسی اور مذہبی اعتبار سے ادبار وانحطاط اور افتراق وانتشار کی صدی رہی ہے اس صدی میں ایک طرف مسلم مغل

حکمراوں کی ہزار سالہ حکمرانی کا چراغ گل ہوا انگریز اپنی عیارانہ اور سازشی ذہنیت کے نتیجے
میں پورے غیر منقسم ہندوستان کا مالک ومختار بن بیٹھا اور دوسری طرف اسی صدی میں مذہبی
طور سے عام مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کی بنیاد پڑی ہندوستان کی راجدھانی دہلی میں
مشہور ومقبول علمی ودینی خانوادۂ ولی اللہی کے ایک فرد مولوی اسماعیل (ولادت ۱۱۹۳ھ/
۱۷۷۹ء وفات ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) کے ذریعہ ایک نیا اسلامی فرقہ ''وہابیت'' وجود میں آیا
جب کہ اس سے پہلے ہندوستانی مسلمانوں کے صرف دو فرقے تھے (۱) اہل سنت اور
(۲) شیعہ اہل سنت اکثریت میں تھے اور شیعہ دال میں نمک کے برابر۔
(مقدمہ ازالہ فریب بجواب تقلید شخصی کے آسیب صفحہ ۳۶)

شاہ ابو الحسن زید فاروقی دہلوی اس وقت کی مذہبی صورت حال بیان کرتے
ہوئے لکھتے ہیں۔ ''حضرت مجدد (الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ) کے زمانے سے
۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے ایک اہل سنت و جماعت
دوسرے شیعہ اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ
عبد العزیز شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر کے بھتیجے تھے ان کا میلان محمد بن عبد الوہاب
نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ ''ردالاشراک'' ان کی نظر سے گزرا اور انھوں نے اردو
میں تقویۃ الایمان لکھی اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا کوئی غیر مقلد ہوا کوئی
وہابی بنا کوئی اہل حدیث کہلایا یا کسی نے اپنے کو سلفی کہا ائمہ مجتہدین کی جو قدر و منزلت اور
احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے۔
(ابتدائیہ کتاب مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان ص ۹/ ۱۰)

ان دونوں اقتباسوں سے درج ذیل باتیں واضح طور پر ثابت ہوئیں۔

۱۔ ہندوستان میں تیرہویں صدی میں فرقہ وہابیت پیدا ہوا۔

۲۔ ہندوستان میں اس کا بانی مولوی محمد اسماعیل دہلوی ہے۔

۳۔ مولوی اسماعیل دہلوی محمد بن عبدالوہاب نجدی (جسکا ذکر اوپر گزرا) کے عقائد ونظریات کا حامل اور اس کے افکار وانظار کا مؤید وناشر تھا۔

۴۔ ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان میں عام طور پر اسلامی فرقے کہے جانے والے صرف دو تھے۔ سنی، شیعہ۔

۵۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان سے قبل تک ہندوستانی مسلمان مذہبی احکام وقوانین کے پابند تھے اسی کتاب سے لوگ مذہبی احکام دینی امور کی پابندی سے آزاد ہو گئے۔

۶۔ وہابی، غیر مقلد، اہل حدیث، سلفی تیرہویں صدی میں پیدا ہوئے۔

۷۔ فرقہ وہابیت اور تقویۃ الایمان کی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں کے دل ائمہ مجتہدین کی قدر وعظمت سے خالی ہو گئے۔

''وہابیت فرقہ، حق یا باطل''

اس فرقے کا باطل ہونا مثل آفتاب عالمتاب روشن ہے اس پر سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ یہ تیرہویں صدی کا نوزائیدہ فرقہ ہے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہی عقائد ونظریات کا ناشر ہے جب کہ خود وہابی جماعت کے ایک بڑے مولوی محمد حسین ٹانڈوی

لکھتے ہیں۔

صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا۔ (الشہاب الثاقب صفحہ۴۲)

نیز یہ فرقہ اسلام دشمن انگریز کی سازش سے وجود میں آیا مشہور دیوبندی مؤرخ پروفیسر محمد ایوب قادری اس فرقے کو انگریزی کا کاشتہ پودہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تقسیم ہند تک مسلمانان ہند کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ فرقہ وہابیہ انگریز کا کاشت کردہ پودا ہے جس کی آبیاری اس نے بڑی ہوشیاری سے کی اور اس سے پورا فائدہ اٹھایا۔

(مقدمہ حیات سید احمد ۲۶)

ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں اس فرقے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ انگریز اسلام کا دشمن ہے وہ اسلامی فرقۂ حقہ کو کیوں کر مدد دے سکتا ہے۔

''اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان''

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے آقا انگریز کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی اس کے بعد اپنے غلط عقائد فرسودہ نظریات ایمان سوز افکار پر مشتمل ایک نہایت زہریلی کتاب لکھی جس کے منظر عام پر آتے ہی سچے مسلمانوں کے جگر پاش پاش ہو گئے اور مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا ایسا ماحول برپا ہوا کہ دنیا کی نگاہوں

نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا۔

ایک وہابی مولوی احمد رضا بجنوری تقویۃ الایمان کے منظر عام پر آنے کے اثرات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”افسوس ہے کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانان ہندوپاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں دو گروہ میں بٹ گئے ہیں ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے“ (انوار الباری ج ۱۱/ ۱۰۷)

اس کتاب سے انگریز کی دلی مراد بر آئی اس لیے خوشی میں انگریز کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے کلکتہ سے چھپوا کر ہزاروں ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کیا اور برطانیہ کی حکمراں ملکۂ وکٹوریہ کے حکم سے اس کا انگریزی ترجمہ لندن سے شائع ہوا۔ ملاحظہ ہو مقالاتِ سرسید (ج ۹/ ۱۷۸)

”اسماعیل دہلوی اور کچھ ہم فکر مولوی“

اسماعیل دہلوی پر انگریز حکومت کی انعامی بارش اور اس کی غیر معمولی نامحمود شہرت و ناموری دیکھ کر روپئے کی لالچ شہرت وجاہ طلبی کی ہوس میں متعدد ضمیر فروش مولوی انگریز کے ایجنٹ اور سماعیل دہلوی کے ہم فکر ہو گئے۔

چند کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولوی رشید احمد گنگوہی

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی

۳۔ مولوی قاسم نانوتوی

۴۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

۵۔ مولوی الیاس کاندھوی بانی تبلیغی جماعت

۶۔ مولوی خرم علی بلہوری

یہ مولوی مسلمانوں کو آپس میں لڑانے فرقوں میں بانٹنے کے کام میں اسماعیل دہلوی کے دایاں بازو ثابت ہوئے اور انھوں نے بھی متعدد زہر افشاں کتابیں فتاویٰ رشیدیہ، حفظ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، نصیحۃ المسلمین لکھیں جس کی وجہ سے آج تک ہندوستانی مسلمان آپس میں بٹ کر سنی وہابی اختلاف کے شکار ہیں اور اپنی رہی سہی قوت از خود ضائع کر رہے ہیں۔

''وہابیوں کے چند عقائد''

جن غلط عقائد و باطل افکار کی وجہ سے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہوا ان میں سے چند یہاں پیش ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ اللہ)

(یکروزی ۱۷ فاروقی کتبخانہ ملتان از مولوی اسماعیل دہلوی و جہد المقل ۴۱ مکتب بلالی ساڈھورہ از مولوی محمود الحسن دیوبندی)

۲۔ سرکار اعظم ﷺ آخری نبی نہیں ان کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے۔

(تحذیر الناس ۲، ۱۴، ۳۳ از مولوی قاسم نانوتوی)

نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند نہیں ہوا۔ (خطبات حکیم الامت ۵)

۳۔ حضور اکرم ﷺ کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ (مفہوم)

(براہین قاطعہ ۵۵ مکتبہ امدادیہ دیوبند از رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی)

۴۔ حضور تاجدار مدینہ علیہ التحیۃ والثنا اور دیگر بزرگوں کا خیال نماز میں لانا زنا و جماع اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے زیادہ برا ہے۔ (مفہوم)

(صراط مستقیم مترجم مطبوعہ قدیم ۹۷ و ۱۴۸ مطبوعہ جدید دار الکتاب دیوبند از مولوی اسماعیل دہلوی)

۵۔ سرکار اعظم ﷺ کے لیے علم غیب ماننا کھلا شرک ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ مکمل ۱۰۳ گلستاں کتاب گھر دیوبند از رشید احمد گنگوہی)

۶۔ سرور عالم ﷺ کو بس اتنا ہی علم غیب تھا جتنا کسی پاگل یا چوپائے یا بچے کو ہوتا ہے۔

(حفظ الایمان ۱۵ مطبوعہ دار الکتاب دیوبند از اشرف علی تھانوی)

۷۔ اب روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہیں ہے (یعنی سب کافر مشرک ہیں)

(تقویۃ الایمان ۴۵ از اسماعیل دہلوی)

۸۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ولی یا عام انسان) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ۱۹)

۹۔ سب انبیا اولیا اللہ کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ۲۷)

۱۰۔ رسول خدا کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ۵۲)

۱۱۔عرس، فاتحہ، میلاد کھڑے ہو کر سلام پڑھنا سب بدعت و ناجائز ہیں۔
(فتاوی رشیدیہ مکمل صفحہ۔۱۳۰، ۱۳۳، ۱۶۷)

۱۲۔بزرگوں کی نذر و نیاز ماننا شرک ہے۔
(تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی و نصیحۃ المسلمین از خرم علی بلہوری)

ان عقائد کے پھیلتے ہی مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کی آہنی دیوار کے متزلزل ہونے کا غالب امکان ہو گیا تھا۔اس لیے علمائے اہل سنت مجاہدانہ شان کے ساتھ میدان میں آ گئے اور ان کے ایک ایک باطل عقیدہ کا رد کامل کر کے مسلک اہل سنت و جماعت اور معمولات مسلمین قیام تعظیمی و عرس، فاتحہ میلاد کی حقانیت کو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن کر دیا۔احقاق حق و ابطال باطل کا جن علمائے ملت و مشائخ اہل سنت نے گراں مایہ کارنامہ انجام دیا ان میں زبدۃ الاتقیا رئیس الاصفیا جلوۂ علوم مصطفے آئینہ مسلک امام احمد رضا حضرت علامہ الشاہ الحاج محمد رجب علی قادری عزیزی مفتی اعظم نانپارہ کا نام نامی چودہویں کے چاند کی طرح جگمگا رہا ہے۔نظم و نثر ہر ایک میں معمولات اہل سنت کو ثابت اور وہابیہ کے افکار و عقائد کا رد فرماتے رہے آپ کے قلم سے معمولات اہل سنت کے اثبات میں متعدد کتابیں منظر عام پر آئیں زیر نظر رسالہ ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ بھی آپ کے زہرۂ قلم کی علمی تحقیقی یادگار ہے۔اس میں آپ نے شواہد و دلائل کے اجالوں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ سرکار اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی منانا اور عشق و عقیدت میں ڈوب کر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنا حق و صحیح ہے ساتھ ہی وہابیہ کے مزاعم کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیا ہے۔

"میلاد مصطفیٰ ﷺ"

سرورِ عالم ﷺ کی پیدائش کی خوشی منانا اور اس کی محفل کرنا جائز و مستحب اور مستحسن عمل ہے اس کی اصل قرآن میں موجود ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ اور اپنے رب کی نعمت و احسان کا چرچا کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط

تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل و رحمت سے ہے تو اس پر خوشی منائیں۔

نیز ارشاد ہے وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰامِ اللّٰهِ اور اللہ کے دنوں کا چرچا کرو۔

ان آیات میں رب تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور مخصوص دنوں کو یاد کرنے اور خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور مصطفیٰ جانِ عالم ﷺ کی آمد و ولادت تمام نعمتوں سے اہم و اعظم بلکہ جملہ نعم الٰہیہ کی جان ہے تو ثابت ہوا کہ سرورِ عالم ﷺ کی ولادت کا ذکر اور خوشی منانا میلاد کی محفل کرنا یقیناً حق و درست ہے اس کا بدعت۔ سے کوئی واسطہ نہیں۔ علاوہ ازیں میلاد کرنے میں سرکارِ اعظم ﷺ کی تعظیم ہے

خاتم المحققین زبدۃ المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ والرضوان آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کے تحت فرماتے ہیں۔

و من تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر قال الامام السیوطی قدس سره یستحب لنا اظهار الشکر لمولده علیه السلام (روح البیان ج ۵/ ۶۶۱) کہ میلاد کرنا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے جب کہ وہ منکرات سے خالی ہو امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر شکر کا اظہار

ہمارے لیے مستحب ہے۔

منکرین میلاد کے سب سے بڑے گرو جناب اسماعیل دہلوی ہیں ان کے دادا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

''میں مکہ معظمہ میں میلاد کے روز حضور ﷺ کے مولد مبارک میں تھا اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے میں اس محفل میں انوار و برکات دیکھے۔

فتاُملت تلك الا نوار فوجد تهامن قبل الملائكة المتوكلين با مثال هذه المشاهد و بامثال هذه المجالس ورأيت بخالطه انوار الملئكة انوار الرحمة

(فیوض الحرمین ۲۷)

تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاهد پر مؤکل و مقرر ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار اور رحمت کے انوار آپس میں ملے ہوئے ہیں ایک دوسری کتاب الدرالثمین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اخبرنى سيدى الوالد قال كنت اصنع فى ايام المولد طعاما صلة بالنبى ﷺ فلم يفتح لى سنة من السنين شئى اصنع به طعاما فلم اجد الاحمصامقليا فقسمته بين الناس فرأيته ﷺ بين يديه هذه الحمص مبتهجا بشاشا

(ماخوذ از برکات میلاد ۹)

کہ میرے والد ماجد نے مجھے بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیا تو خواب میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا ان کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے پڑے ہیں۔ اور آپ بہت مسرور اور خوش ہیں۔

اکابر وہابیہ اشرفعلی تھانوی، محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے پیرو مرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ۵)

دیوبندیوں کے قطب العالم مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاذ عبدالغنی دہلوی اپنے رسالہ شفاء السائل میں رقمطراز ہیں۔

حق آن ست کہ نفس ذکر ولادت آں حضرت ﷺ وسرور فاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب برروح پرفتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است

(برکات میلاد از علامہ محمد شفیع اوکاڑوی ۱۰)

کہ حق یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے ذکر کرنے میں اور فاتحہ پڑھکر آپ کی روح پرفتوح کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں انسان کی کامل سعادت ہے۔

سطور بالا سے روشن ہے کہ محفل میلاد کرنے کا جواز خود قرآن سے ثابت ہے اس کے علاوہ یہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ ہے نیز میلاد شریف کرنے کو بدعت سیئہ و حرام کہنے والے مولوی اسماعیل دہلوی مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی محمد قاسم نانوتوی

کے اہل خاندان اور ان کے پیر و استاذ کے نزدیک جائز اور سب کے سب میلاد شریف کرتے رہے اور اس میں سعادت تصور کرتے رہے۔ کسی نے میلاد کو بدعت سیئہ مذمومہ نہ کہا تو قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ محفل میلاد جس کو عرب سے لیکر عجم تک تمام مشائخ اسلام و اسلاف کرام بلاتردد منعقد کرتے چلے آئے وہ حق پر تھے یا بدعت سیئہ کہنے والے آج کے یہ مولوی؟

اور ان بزرگوں کی سنت پر چلتے ہوئے محفل میلاد شریف کرنے والے اہلسنت بدعت سیئہ کے مرتکب ہیں یا فعل حسن و امر مستحب کو بدعت کہکر فساد پھیلانے والے یہ وہابی دیوبندی؟

"قیام تعظیمی"

میلاد پاک کی محفل میں دست بستہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا یقیناً جائز و باعث سعادت ہے۔ کیوں کہ اس میں سرکار اعظم کا ذکر پاک ہوتا ہے اور ذکر مصطفیٰ کے لیے کھڑا ہونا ذات سرکار دو عالم ﷺ کی تعظیم ہے۔ اور کسی معظم کے لیے تعظیماً کھڑا ہونے کا جواز احادیث سے ثابت ہے

(۱) چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس معنافی المسجد یحدثنا فاذا قام قمنا قیاماحتی نراہ قددخل بعض بیوت ازواجه

(مشکوٰۃ باب القیام ۴۰۳)

کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف فرما ہو کر باتیں کرتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تو ہم لوگ بھی کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہی رہتے جب

تک ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوتے دیکھ نہ لیتے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی

ان فاطمة كانت اذا دخلت عليه قام اليها فا خذ بيد ها فقبلها واجلسها فی سجلسه و كان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت بيده فقبلته و اجلسته فی مجلسها (مشکوٰۃ باب المصافحہ ۴۰۳)

کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب سرور دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو کھڑے ہو جاتے اور حضرت فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور نشست گاہ میں بٹھاتے اور جب سرکار اعظم ﷺ حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور سرکار کا ہاتھ پکڑ کر چومتیں اور اپنی نشست گاہ میں بٹھاتی تھیں۔

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضرت سعد مسجد نبوی کے قریب پہنچے تو سرکار اقدس ﷺ نے انصار مدینہ سے فرمایا

قوموا الى سيد كم (مشکوٰۃ ۴۰۲ باب القیام)

کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی معظم کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود سرکار اعظم ﷺ کے عمل اور ان کے حکم کے موافق ہے۔ اسے بدعت کہنا سراسر جہالت و ضلالت اور سعادت سے محرومی ہے۔ یہی اسلاف عظام کا صدہا سال سے معمول ہے اور سب کے نزدیک یہ عمل مقبول ہے۔

علامہ عثمان بن حسن محدث دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں

القیام عند ذکر ولادۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم امر لا شک فی استحبابہ واستحسانہ و ندبہ (برکات میلاد/۱۹)

کہ حضور سید المرسلین ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ایسا امر ہے جس کے مستحسن، مندوب ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اس کے بعد دلائل وشواہد کے انبار لگا کے فرماتے ہیں۔

قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اہل السنۃ و الجماعۃ علی استحسان القیام المذکور و قد قال ﷺ لا تجتمع امّتی علی الضلالۃ (برکات میلاد ۱۹، ۲۰)

کہ امت محمدیہ میں اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک سرکار اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔

علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی حنفی مفتی حنفیہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں۔

القیام عند ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استحسنہ جمع من السلف فھو بدعۃ حسنۃ (برکات میلاد ۲۰)

ذکر ولادت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنے کو اسلاف کرام کی جماعت نے مستحسن کہا ہے لہٰذا یہ بدعت حسنہ ہے۔

علامہ سید احمد زین دحلان مکی الدرر السنیۃ میں لکھتے ہیں۔

من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم الفرح بلیل ولادتہ و قرأۃ المولد و القیام عند ذکر ولادتہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم (برکات میلاد ۱۹)

کہ سرکار اعظم ﷺ کی شب ولادت اظہار خوشی و مسرت کرنا اور میلاد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا حضور سرور عالم ﷺ کی تعظیم ہے۔

علامہ محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں۔

نعم یجب القیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه وسلم اذ یحضر روحانیته صلی الله علیه وسلم فعند ذلك یجب التعظیم والقیام (برکات میلاد ۲۱)

کہ ہاں حضور ﷺ کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام ضروری ہے اس لیے کہ سرکار اقدس ﷺ کی روح جلوہ افروز ہوتی ہے اس وجہ سے اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوگا علمائے مذکورین کی شستہ وشگفتہ عبارات سے آفتاب نیم روز کی طرح روشن و آشکار ہو گیا کہ سردار اعظم ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت دست بستہ کھڑا ہونا جائز و مستحب ہے اس پر اسلاف سے اخلاف تک سب کا اتفاق ہے اور اس میں سرور عالم ﷺ کی تعظیم ہے۔

اس کے علاوہ اس وجہ سے بھی یہ قیام روا ہے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہے

ماراٰہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن (سنن ابن ماجہ)

کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھا ہے

اور یہ قیام تعظیمی صدہا سال سے معمول و مقبول ہے سارے مسلمان اس کو اچھا جانتے اور قیام کرتے ہیں لہٰذا اس حدیث کے مطابق عنداللہ بھی یہ عمل اچھا ہے اب اسے بدعت سیئہ، ناجائز و حرام کہنا سراسر غلط ہے۔

"دو شبہے اور ازالہ"

(۱) ایک شبہہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ دلائل و شواہد سے روشن ہے کہ مطلقاً ذکر ولادت کے وقت قیام تعظیمی امر مستحب و عمل مستحسن ہے تو سلام ہی کے وقت کیوں قیام کیا

جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

ا۔ارشادالٰہی ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین اٰمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما (سورہ احزاب آیت ۵٦)

میں سلام پڑھنے کا حکم ہے اور حکم کی ادائیگی ایسے ہی طریقے پر چاہئے جس میں کمال تعظیم ہو اور قیام میں بلاشبہ کمال توقیر واکرام ہے۔اس لیے کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے۔

۲۔سیکڑوں سال سے علمائے کرام اور بلاد اسلام میں یوں ہی معمول ہے اور ظاہر ہے کہ سارے مسلمان کسی غلط کام پر متفق نہیں ہو سکتے۔

۳۔سلام کے وقت قیام کے مانع کوئی بھی دلیل نہیں لہٰذا اس پر اعتراض بے جا ہے۔

مانعین میلاد وقیام یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ چوں کہ میلاد کی محفلیں بہت سے منکرات اور غیر شرعی امور پر مشتمل ہوتی ہیں اس لیے میلاد کی محفل کرنا اور قیام تعظیمی بدعت وناجائز ہے۔تو اس کے جواب میں اکابر دیوبند کے مرشد اعلیٰ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی درج ذیل عبارت کافی ہوگی۔

آپ فرماتے ہیں۔

اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف اگر بوجہ آنے نام آں حضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم وعالمیان روحی فداہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔

(امداد المشتاق ۸۸)

دیکھئے اس میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاف فرمارہے ہیں کہ اگر کسی نیک کام کے ساتھ کچھ غیر شرعی امور لاحق ہوجائیں تو اس نیک کام کو بند نہ کیا جائے نہ اس سے روکا جائے کہ خیر کثیر سے روکنا ہوگا ہاں ان غیر شرعی امور کو دور کیا جائے۔ اور قیام تعظیمی میں کوئی گناہ نہیں بلکہ وہ ضرور کرنا چاہئے تو دیوبندیوں کو چاہئے کہ میلاد وقیام کریں یا کرنے والوں کو اس سے نہ روکیں ہاں امور غیر شرعی سے بچنے کی ترغیب کریں۔

یوں تو محفل میلاد وقیام کے ثبوت میں بے شمار دلائل کثیر براہین وافر نصوص موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ بہت سے علمائے اسلام نے مسئلہ مذکورہ کے اثبات میں ضخیم ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ جو اہل اسلام کے لیے عظیم تحفہ ہیں۔

سابقہ اوراق میں محفل میلاد وقیام کے اثبات میں اپنی کمال بے بضاعتی وقصور باعی کے باوجود فقیر سراپا تقصیر نے یہ شواہد جمع کردیا ہے انشاء اللہ اس عنوان پر خود اصل کتاب ارغام الفجرۃ کا مطالعہ کریں گے جو دلائل و براہین کا بے مثال مجموعہ اور طالبان حق و یقین کے لیے نعمت بے بہا ہے یقیناً اس کا مطالعہ ہر انصاف پسند قاری کے دل کا سکون ہوگا۔

''حضرت مفتی اعظم نانپارہ مختصر تعارف''

چوں کہ مصنف کی علمی سطوت، فکری وسعت، ذہنی ثقاہت، فنی عظمت سے کتاب کی عظمت واہمیت کا پتہ لگتا ہے لہٰذا ذیل میں زیر نظر کتاب ''ارغام الفجرۃ'' کے مصنف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جلوۃ الاولیاء الکاملین مفتی اعظم نانپارہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد رجب علی قادری عزیزی کا مختصر تعارف پیش کرنا مناسب ہوتا ہے۔

جلوہ افروزی : آپ ۲۸ ر رجب المرجب ۱۳۴۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو ضلع بہرائچ شریف کے مشہور قصبہ نانپارہ میں جلوہ افروز ہوئے۔

نام: محمد رجب علی تخلص رجب نانپاروی ہے القاب بلبل ہند، مفتی اعظم نانپارہ۔

آپ کے پدر بزرگوار عالی جناب صوفی نبی بخش بن شیخ علی بخش نہایت شریف متین سنجیدہ متقی پابند شریعت تھے۔

سراپا : قد میانہ، بدن حیف، سر گول، چہرہ گول، رنگ سانولا پیشانی اونچی چمکدار، کشادہ بھنویں گنجان، پلکیں نور افشاں، آنکھیں بڑی بڑی سرگیں، ناک پتلی قدرے اوپر اٹھی ہوئی، مونچھ متوسط، لب خوبصورت اور نرم دانت سفید چمکدار، کان مناسب دراز، گردن معتدل، سینہ کشادہ کمر خمیدہ، ہاتھ لمبے، کلائیاں چوڑی، ہتھیلیاں گداز گوشت سے بھری ہوئیں۔

اوصاف جمیلہ : ولیس علی الله بمستنکر ۔ ان یجمع العالم فی واحد

حضرت مفتی اعظم نانپارہ کے اوصاف جمیلہ کو کماحقہ بیان کرنے کے لیے دفتر درکار ہے مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ بہترین عالم و فاضل، عظیم مبلغ و داعی بے باک مقرر ایک نڈر مناظر باکمال محدث لاجواب متکلم بے نظیر شاعر دل آویز نعت خواں سچے عاشق رسول و اولیا، صاحب طرز ادیب و انشا پرداز، بلند پایہ محقق و مفتی، عمدہ مصنف، راست گو، تقوی شعار، متصلب، پابند شریعت، مہمان نواز انسان تھے۔

الغرض مولائے قدیر نے بہت سے محاسن سے انھیں نوازا تھا ان اوصاف کو ملاحظہ کرنے کے بعد برجستہ زباں پر آتا ہے کہ

حضور مفتی اعظم نانپارہ تنہا ایک انجمن اور علوم وفنون کی لائبریری تھے۔

تعلیم وتربیت : آپ اپنے والد گرامی کے زیر نگرانی پروان چڑھے اور جب چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو رسم تسمیہ خوانی عمل میں آئی اس کے بعد آپ نے نانپارہ کے ایک مکتب میں قاعدہ بغدادی سے ناظرہ قرآن پاک تک تعلیم حاصل کی پھر پرائمری اسکول میں داخلہ لیا وہاں درجہ چہارم تک پڑھا پھر مڈل اسکول میں داخلہ لیا تین سال میں وہاں اردو دینیات، ورضرورت بھر ہندی انگریزی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد حفظ قرآن کریم شروع کر دیا اور بہت مختصر مدت میں آپ نے چودہ پارے حفظ کر لیے مگر بعض محبین ومخلصین کے مشورہ پر والد گرامی نے حفظ بند کرا کے عربی فارسی کی تعلیم شروع کرادی

بہرکیف آپ نے ذہنی قوت فکری ذکاوت طبعی جودت کی بنیاد پر درجہ عالمیت و فضیلت کم سے کم مدت میں پوری کر لی اور اپنے تمام ساتھیوں پر فائق اور سب میں ممتاز رہے۔

اساتذہ

۱۔ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں قادری

۲۔ مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری

۳۔ ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری

۴۔ بدر الطریقہ علامہ عبد العزیز بجنوری

۵۔ استاذ العلما علامہ تقدس علی خان

۶۔ ادیب وقت حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی

۷۔ محدث بہار علامہ احسان علی

۸۔ حضرت مولانا نواب مرزا بریلوی

۹۔ مولانا عبد الغفور بنگالی

۱۰۔ مولانا مفتی عبد الحمید آنولوی رضی اللہ عنہم

اساتذہ کرام کی علمی جلالت اور ان کی شان بلند سے ان کے تلامذہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے حضرت مفتی اعظم نانپارہ کو شراب علم و معرفت پلانے والے ایسے رندان شریعت اور ایسے آفتاب علم و فضل تھے جن پر خود فضل و معرفت کو ناز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم نانپارہ نے علم و فضل سے اتنا وافر حصہ پایا کہ آج ان کی بلندی اوج ثریا کو چھو رہی ہے۔

خدمات : دین کی خدمات کے مضبوط اور مستحکم چار طریقے ہیں۔

۱۔ تدریس

۲۔ تقریر

۳۔ بیعت و ارشاد

۴۔ تحریر

حضرت مفتی اعظم نانپارہ میں دین کی خدمت کا ایسا جذبہ بیکراں تھا کہ آپ نے اپنی زندگی کا تمامی حصہ خالص دین حنیف کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ

خدمات دین کے جملہ طریقوں کے ذریعہ آپ نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

۱۔تدریس۔ درجہ فضیلت سے فارغ ہوکر آپ نے تدریسی خدمت انجام دی

(۱)انجمن حنفیہ مصباح العلوم نانپارہ

(۲)مدرسہ رضویہ تکیہ مسجد بیسل پور پیلی بھیت

اس کے علاوہ دو جگہوں پر امامت کا فریضہ انجام دیا پھر آپ نے مستقل اپنی علمی تعمیری یادگار قائم کرنے کا عزم مصمم کرلیا اور نانپارہ کے اندر ایک عظیم الشان ادارہ جامعہ عالیہ مصطفویہ عزیز العلوم کے نام سے قائم فرمایا جو آج تک ضلع بہرائچ کے اندر اہل سنت و جماعت کی شان اور مسلک اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کا سچا پاسبان ہے۔

اس کے علاوہ دو اور دانش گاہیں قائم فرمائی تھیں جو آج بھی مینارۂ نور کا درجہ رکھتی ہیں

۱۔دارالعلوم اہلسنت شاہی مسجد گھاس بازار ناسک سٹی مہاراشٹر

۲۔الدائرۃ القادریہ پریمی دوار کھرگاپور ایم پی

۲۔تقریر۔ آپ میدان خطابت کے شہسوار تھے ایسے سحر انگیز خطیب تھے کہ لوگ آپ کی تقریر بڑی توجہ اور لگن سے سنا کرتے تھے آپ نے تقریر کے ذریعہ بے شمار گم گشتگان راہ کو صحیح منزل عطا فرمائی اور متعدد تاریک دلوں کو انوار توحید سے مجلی کردیا اور مسلمانوں میں محبت رسول و عشق مصطفیٰ کی جوت جگادی ملک کے کونے کونے میں خصوصیت کے ساتھ عروس البلاد و شہر ممبئی اور ناسک وغیرہ میں آپ کی خطابت کا سکہ رائج الوقت رہا۔

۳۔بیعت وارشاد۔ دین کی تبلیغ واشاعت کا اہم ذریعہ بیعت وارشاد بھی ہے آپ نے اس کے ذریعہ بھی گراں قدر خدمت دین انجام دی ہے کانپور، کھرگاپور، ناسک، ممبئی

وغیرہ میں آپ کے بیشمار مریدین ومتوسلین ہیں جن کو آپ کے ذریعہ دین اسلام کی سچی رہنمائی حاصل ہوئی۔

پھراس کے ذریعہ خدمت دین کا سلسلہ وسیع کرتے ہوئے آپ نے بہت سے اہل استعداد وصلاحیت حضرات کو خلافت واجازت سے بھی نوازا جو آپ کے طریقے کے مطابق حسب وسعت اپنی ذمہ داری انجام دے رہے ہیں۔

۴۔تحریر۔ سرکاراقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے قید واالعلم بالکتابة (کنز العمال ج/۵)

اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے تحریر کے ذریعہ آپ نے دین کے زریں کارنامے انجام دیئے ہیں آپ کی جملہ تالیفات وتصنیفات حقیقت و واقعیت پر مبنی ہوتے ہوئے اس قدر پرتاثیر ہیں کہ بوقت مطالعہ دل کے پردۂ احساس پر ایک ایسا فطری لمس محسوس ہوتا ہے کہ قلب کے جذبات رقص میں آجاتے اور اضافۂ علم پر دل ابر بہاری کی طرح جھومنے لگتا ہے، اردو عربی، فارسی، ہندی ہر ایک میں آپ کی نظماً ونثراً تحریری یادگاریں موجود ہیں۔

وفور علم، زور قلم جرأت نقد ونظر، وسعت فکر وفن، تاریخ وسیر سے آشنائی حسن ترتیب کی چاشنی، تحریر کی شستگی، بیان کی برجستگی، حسن تفہیم ہر ایک آپکے اشہب قلم میں موجود ہے۔

آپ کے چند قلمی شہ پارے یہ ہیں۔

۱۔کنز الخیرات فی التضرع الی مجیب الدعوات.

۲۔ قوامع السنة السنية على رؤوس الرفضة الشنيعة

۳۔ رضوان قدیر۔

۴۔ انوار القدس (العطاء الجمیل) عربی

۵۔ حیات مسلم

۶۔ ریاض عقیدت

۷۔ اظہار حق وصواب در بیان ایصال ثواب

۸۔ فتاوی رجبیہ

۹۔ دیوان رجب علی عربی وفارسی

۱۰۔ ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ

مذکورہ تصنیفات میں بعض ایک بار طبع ہو کر مقبول انام ہو چکی ہیں۔

متاخر الذکر ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ بھی زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے لیکن پہلی اشاعت میں کتابت اچھی نہ تھی، کتابت میں بے شمار اغلاط تھے نیز عربی حوالہ جات کی تخریج بھی نہ تھی۔ قابل مبارکباد ہیں محترم ومکرم شہزادۂ بلبل ہند حضرت مولانا محمود رضا قادری دام مجدہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ رجبیہ و مہتمم جامعہ عالیہ مصطفویہ عزیز العلوم نانپارہ جنھوں نے لوگوں کے فائدہ کے پیش نظر اس عظیم علمی تحقیقی فکری گلدستہ کو عمدہ کتابت دیدہ زیب طباعت اور تعلیق وتخریج کے ساتھ چھپانے کا عزم کامل کیا حقیر راقم السطور کی خوش نصیبی کہیے یا حضرت مفتی اعظم نانپارہ کا روحانی تصرف یا شہزادۂ بلبل ہند کا کرم فراواں کہ حوالہ جات کی تخریج وتعلیق پھر کتابت کی پروف ریڈنگ کا قرعۂ فال

میرے نام نکلا اور میں نے اپنی وسعت بھر کتاب کو اغلاط سے پاک رکھنے عربی حوالوں کو اصل کتاب یا اس کے بدل کسی اور اہم کتاب کے صفحات وجلد کے ذکر سے مزین کر کے کتاب کو موثق کرنے کی بھر پور کوشش کی ہے لیکن بشری تقاضا کے پیش نظر دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اب کوئی غلطی نہیں ہوگی ممکن ہے پھر بھی کہیں کتابت وغیرہ میں کمی رہ گئی ہو تو اہل نظر حضرات سے گذارش ہے کہ اگر غلطی پائیں تو مطلع فرمائیں اور یہ ہمارا قصور جانیں حضرت مفتی اعظم نانپارہ کی ذات گرامی اس سے پاک ہے۔

معتقدین ومتوسلین حضور مفتی اعظم نانپارہ سے التماس ہے کہ حضرت مولانا محمود رضا قادری دام ظلہ العالی کو اپنی خصوصی عطیات ونوازشات سے مالی توانائی بخشیں تا کہ ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ کی طرح حضرت مفتی اعظم نانپارہ کی جملہ تحریری یادگاروں کو منظر عام پر لائیں اور لوگ ان کے روحانی فیوض کے ساتھ ان کے رشحات قلم سے بھی مستفیض ومستفید ہوں۔

یہ چند سطور حضرت مفتی اعظم نانپارہ کی خدمات دین سے متعلق ضبط تحریر میں آئے حق تو یہ تھا کہ ان کے جملہ گوشہائے حیات پر تفصیلی نہیں تو اجمالی روشنی ضرور ڈالی جاتی لیکن قلت وقت وکثرت کار دامن گیر ہے اس لیے انھیں چند جملوں کا خراج لیکر ان کی روحانی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ گر قبول افتدز ہے عز وشرف

آخر میں مشکور ہوں محب مکرم حضرت علامہ محمود رضا قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین ومہتمم جامعہ عزیز العلوم نانپارہ کا جنھوں نے مجھ بے مایہ سے اس کتاب کی تعلیق وتخریج کا کام لیکر اجر آخرت کا مستحق بنایا موصوف اس وقت مفتی اعظم نانپارہ کی سچی جانشینی کرتے ہوئے ان کے مشن کو فروغ دینے میں اور ان کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے

میں سرگرم عمل ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کے عزم وحوصلہ جذبہ وولولہ میں استحکام بخشے۔
آمین بجاہ سیدنا النبی الامین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

غبارِ راہ اولیا

محمد ابوالحسن قادری مصباحی غفرلہ القوی

۲۰/۶/ ۱۴۲۳ھ ۳۰/۸/ ۲۰۰۲ء

خادم الافتا والتدریس	صدر المجمع المسعودی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو (یو۔پی)	بہرائچ شریف یوپی ملحق جامعہ امجدیہ گھوسی

﴿تقریظ جلیل﴾

نبیرۂ اعلیٰ حضرت صدر العلما حضرت علامہ شاہ مفتی محمد تحسین رضا بریلوی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف۔ یوپی۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کتاب مستطاب ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ مصنفہ حضرت بلبل ہند علامہ مولانا مفتی محمد رجب علی قادری علیہ الرحمہ جستہ جستہ مقامات سے اس ناچیز نے دیکھی جو عید میلاد النبی ﷺ منانے اور کھڑے ہوکر صلوٰۃ سلام پڑھنے کے بارے میں نہایت ایجاز کے ساتھ سپرد قلم کی گئی ہے۔ الحمد اللہ یہ کتاب اپنے موضوع پر مکمل دستاویز ہے ہر منصف مزاج اس کتاب کے مطالعہ کے بعد دلائل و براہین کی روشنی میں یہ سمجھ سکتا ہے کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا۔ اگر چہ اس موضوع پر علمائے اہلسنت کثر اللہ سوادہم نے بہت کچھ لکھا ہے اور تحقیق و تدقیق کے دریا بہائے ہیں۔ مگر ہر زمانے میں زبان و بیان کے انداز بدلتے رہتے ہیں اور معاندین نئے نئے شکوک و شبہات پیش کر کے عوام الناس کو راہ حق سے ہٹانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ ہر مسئلہ پر جدید سے جدید پیرایۂ بیان میں روشنی ڈالی جاتی رہے تاکہ امت مسلمہ گمراہی سے بچے اور فریضۂ تبلیغ بھی ادا ہوتا رہے مولائے کریم فاضل کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انکی قبر کو اپنی رحمت کے پھولوں سے بھر دے نیز ان کے صاحبزادہ گرامی مولانا محمد محمود رضا قادری سلمہٗ کو زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق اور ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔

تحسین رضا غفرلہ

﴿تقریظِ جمیل﴾

حضرت علامہ مفتی محمود اختر قادری مدظلہ

خادم الافتاء سنی دار العلوم محمدیہ مینارہ مسجد، ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم

حضور اکرم نورِ مجسم سرکار دو عالم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ پر خوشیاں منانا جشنِ میلاد پاک کا اہتمام کرنا اور باادب کھڑے ہوکر بارگاہ رسالت میں درود وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرنا بلاشبہہ جائز ومستحسن اور باعثِ برکت وسبب نزولِ رحمت ہے۔ جن کی اصل قرآن عظیم میں ہے ارشاد ہوا وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کہ نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو۔ نیز حکم ہوا وذکرھم بایّم اللہ یعنی انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ مزید براں ارشاد ہوا قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا یعنی تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی منائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی کیا وہ ایام اللہ سے نہیں ہے کیا رحمت للعلمین ﷺ کی تشریف آوری اللہ کا فضل اور اس کا انعام نہیں ہے؟ پھر جشنِ میلاد منانا سرکار کی آمد آمد کی خوشیاں منانا کیونکر ناجائز وبدعت اور گمراہی ہوسکتا ہے بلکہ یہ تو قرآنی احکام ماننے کا اظہار اور پر عمل پیرا ہونے کا ایک بہترین طریقہ ہے اسی طرح باادب کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا انواعِ تعظیم وتوقیر کا حکم ایمان کے ساتھ دیا ہے۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ

وَتُوَقِّرُوْہُ تاکہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو ۔اب اس تعظیم سے انکار اور بغض وجلن اور عناد ودشمنی اسی کے چیلوں اور متبعین کو ہوگی جس نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے سجدۂ تعظیمی کو نہ مانا اور حکم الٰہی سے سرکشی کر کے ہمیشہ کیلئے راندۂ درگاہ ہوا۔

زیرِ نظر رسالہ ''ارغام الفجرۃ فی قیام البررۃ'' عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے موضوع پر دلائل وبراہین کا ایک عظیم ذخیرہ ہے فاضل مصنف بلبلِ ہند عاشق سرکار مفتی اعظم ہند ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ناںپارہ حضرت علامہ مفتی محمد رجب علی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے بڑے ہی مؤثر انداز میں اکابر علما واساطین امت مثلاً امام قسطلانی، حضرت ملا علی قاری، سند الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علامہ برہان الدین صاحب سیرت حلبی، علامہ امام حجر ہیتمی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہم الرحمہ والرضوان کی تصانیف جلیلہ کے حوالوں سے مدلل ومبرہن فرمایا کہ ذکرِ ولادتِ مبارکہ کرنا، جشنِ میلاد منانا اور قیام تعظیمی کرنا مستحب وباعث برکات ہے ۔بڑی شدومد کے ساتھ منکرین یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ عہد رسالت وعہدِ صحابہ میں ان باتوں کا رواج نہ تھا لہٰذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ علم وعقل کے ان اندھوں کو صرف انہیں معاملات میں یہ کلیہ نظر آتا ہے جن سے محبوبانِ خدا کی تعظیم وتوقیر ہوتی ہے اور دوسرے بہت سارے امور جو عہد صحابہ یا عہد تابعین میں بھی نہ تھے اور آج خود منکرین کا ان پر عمل ہے وہاں انہیں کل بدعۃ ضلالۃ والا کلیہ نظر نہیں آتا۔ حضرت مصنف نے اس رسالہ میں منکرین کے اس گمراہ کن عقیدہ کی بیخ کنی فرمائی ہے اور حجۃ الاسلام امام غزالی، حضرت ملا علی قاری، امام سیوطی، حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی

علامہ سیّد شریف، علامہ ابن اثیر اور دیگر ائمہ دین علیہم الرحمۃ کے اقوال بلکہ سرکار دوعالم ﷺ کی حدیث پاک اور امیر المومنین غیض المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی روشنی میں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی ایسی نفیس اور عمدہ توضیح فرمائی ہے کہ عام قاری پر بھی حقانیت واضح اور گمراہ کن عقیدے کا سفسطہ ظاہر ہو جائے واللہ الهادی من یشاء الی صراط مستقیم۔

رب قدیر اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل میں حضرت ممدوح کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ان کے صاحب زادہ عالی وقار حضرت مولانا محمد محمود رضا قادری کو اور زیادہ دین وسنّیت کی خدمات اور پیغام اعلیٰ حضرت و بزرگانِ دین کو عام کرنے کی توفیق بخشے۔

خاک پائے سرکار حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمود اختر القادری عفی عنہٗ

خادم الافتاء سنّی دار العلوم محمدیہ

مینارہ مسجد محمد علی روڈ۔ ممبئی۔۳

۲۴؍ربیع النور ۱۴۲۲ھ

۷۸۶

نحمدہٗ و نصلّے علیٰ رسولہ الکریم

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں: میلاد شریف و قیام تعظیم کرنا کیسا ہے۔ جبکہ یہ قرونِ ثلٰثہ میں نہ تھا، تو بدعت ہونا چاہئے۔ اور حدیث شریف میں بدعت کو گمراہی بتایا گیا ہے۔ منکرین قیام کی ضد پر قیام کرنا کیسا ہے؟ جواب مفصل عنایت فرمایا جاوے۔ بیّنُوْا توجرُوْا۔ نیز یہ بھی کہ مخالفین اس میلاد شریف کو کیسا کہتے ہیں؟

حافظ سیّد محمد حسن

مدرس مدرسہ مصباح العلوم نانپارہ

۱۶ر شوال المکرّم ۱۳۶۴ھ ہجری مقدسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحٰنَہٗ عزّوَجَلَّ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیاً وَّ مُسلِماً

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَزِیْزِ السَّلَامُ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْاَنَامِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍوَّ عَلیٰ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَام

شک نہیں کہ محفلِ میلاد شریف وصلوٰۃ وسلام بوقت ذکر ولادت باسعادت حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام بحالت قیام اظہار محبت وتعظیم وتکریم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم ہے جن کے استحسان پر اعاظم علما وصلحا علیہم الرحمہ مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وشاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی وشاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی وشاہ مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی وملاّ علی قاری ومحمد طاہر صاحبِ مجمع البحار وشیخ عبدالوہاب متقی مکی وامام ابن جزری صاحب حصنِ حصین وحافظ ابن رجب حنبلی وعلامہ ابوالطیب سبتی مالکی و حافظ جلال الدین سیوطی وصاحبِ سیرت شامی ومجدالدّین شیرازی وعلاّمہ سیف الدّین ابوجعفر ترکمانی دمشقی حنفی وشیخ برہان الدین جعبری وعلاّمہ حمد اللہ وامام سلیمان برسوی ومولانا حسن بحرینی وبرہان ناصحی وشیخ شمس الدین سیواسی و شیخ محمد بن حمزۃ العربی الواعظ و شمس الدین دمیاطی وفخر الدین نقلی وحافظ زین الدین عراقی وعلامہ برہان ابوالصفا وحافظ ابوشامہ وحافظ ابن حجر عسقلانی وعلامہ ابوالقاسم لولوی وعلامہ ابوالحسن البکری وامام سخاوی و برہان الدین صاحب سیرتِ حلبی وعلامہ ابن حجر مکی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی

روشن تصریحات ہیں۔

علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه الصلوٰة والسلام ويعملون الولائم ويتصدقون فی لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرّ ورو يزيدون فی المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم الخ۔

(مواہب اللدنیہ ج ۱/۱۴۸ وزرقانی علی المواہب ج ۱/۱۳۹)

یعنی اہل اسلام ہمیشہ ماہ ولادت حضور علیہ السلام میں محفلیں کرتے ہیں اور اس کی راتوں میں بہت کچھ صدقہ و دعوتیں و اظہار مسرّت اور بھلائیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور حضور علیہ السلام کے ذکر ولادت کا اہتمام کرتے ہیں اور اس ذکر شریف کی برکتوں سے ان پر بڑے فضل ہوتے ہیں۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اما اهل مكة معدن الخير والبركة فيتو جهون الى المقام المتوا ترين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك بقصده و مزيد اهتمامهم به الى اٰخره۔

یعنی مکہ کے رہنے والے جو خیر برکت کا معدن ہے حضور علیہ السلام کی جائے ولادت بابرکت پر حاضر ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اسکی زیارت کا مزید اہتمام کرتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

ولا هل المدينة كثرهم الله تعالىٰ به احتفالٌ و علىٰ فعله اقبال۔

یعنی مدینے والے اللہ انکو کثرت دے اس ذکر شریف کی محفلیں کرتے اور اس پر پیش قدمی کرتے ہیں اور فرمایا: ولا هل العجم فمن حين دخل هذا الشهر المعظم وَ الزمان المكرم لا هلها مجالس فخام من انواع الطّعام للقراء الكرام وَ العُلمَاء العظام وَالفقراء من الخاص وَ العَام الخ۔

یعنی عجم وَالے جب یہ باعظمت مہینہ و بابرکت زمانہ آتا ہے بڑی بڑی محفلیں منعقد کرتے ہیں جو قارئین کرام و باعظمت علماو خواص وعوام فقرا کے لیے قسم قسم کے کھانوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔

علامہ ابوالخیر سخاوی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں: ثم لَا زال اهل الاسلام فی سَائر الاقطار وَ المدن يشتغلون فی شهر مولده صلی الله تعالیٰ عَليه وسلم بعمل الولَائِم البديعَة المشتملة عَلى الا مور البهجَة الرّفيعَة و يتصَدقون فی ليَاليه با نواع الصّدقات و يظهرون السرّ ورويزيدون فی المبرات و يهتمون بقراءة مَولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم۔

(طرب الکرام باثبات استحباب المصافحہ والمعانقۃ والمولد والقیام مصنفہ علامہ محمد نور الحسین رامپوری ۱۷)

یعنی پھر اہل اسلام تمام اطراف وشہروں میں ماہ ولادت بسعادت حضور علیہ السلام میں عمدہ اعمال و بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہ مکرم کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات کرتے ہیں خوشی اور نیک کاموں میں زیادتی و قراءۃ مولد شریف کا اہتمام کرتے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر بڑا فضل ظاہر ہوتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اصل عمل المولد الذی ھو اجتماع النّاس وَ قراءۃ مَا تیسّر من القران وروایۃ الاَ خبار الواردۃ فی مبدأ امر النّبی ﷺ وَمَا وَقع فی مولدہ من الآیات انتھی مختصراً۔

(حسن المقصد فی عمل المولد مشمولہ الحاوی للفتاویٰ ج ۱/۱۸۹ مطبوعہ لائل پور پاکستان)

میلاد شریف کی اصل وہ لوگوں کا جمع ہونا اور قرآن کریم کی حسبِ توفیق قراءت کرنا ایامِ ولادت اور اس کے قبل کے واقعات کا بیان کرنا ہے۔

ان عباراتِ رائقہ نے صاف ظاہر کردیا کہ یہ فعلِ محمود کچھ ہندستان ہی سے مخصوص نہیں بلکہ دیگر دیار وامصار میں مروّج اور اکابر دین کا پسندیدہ ہے۔ اب رہا قیام و صلوٰۃ وسلام اس کے متعلق بھی اعاظمِ اسلام کی چمکتی ہوئی تصریحات ملاحظہ کی جائیں۔

علامہ برہان الدین علیہ الرحمۃ صاحبِ سیرتِ حلبی لکھتے ہیں: ومن الفوائد انہٗ جرت عَادۃ کثیر من الناس اذا سمعو اذکروضعہٖ صَلّی اللہ عَلیہ وَسَلّم ان یقوموا تعظیمًا لہٗ و ھذاالقیام بدعۃ لا اصل لھا لکن ھی بدعَۃ حَسَنۃ لان لیس کل بدعۃ مذمومۃ فقد وَجَد القیام عند ذکراسمہٖ الشریف صَلّی اللہ عَلیہ وَسَلّم من عَالم الامۃ و مقتدی الائمۃ دینًا و ورعًا الا مَام تقی الدّین السّبکی رحمہ اللہ تعالیٰ وتابعہٗ عَلیٰ ذٰلک مَشائخ الاسُلام فی عصرہٖ و کفی ذٰلک فی الا قتداء۔

(اقامۃ القیامۃ مشمولہ فتاوی رضویہ ج ۱۲/۶۰)

یعنی یہ فائدوں میں سے ہے کہ جو لوگوں کی بکثرت عادت جاری ہوئی کہ جب حضور علیہ السلام کی پیدائشِ مبارکہ کا ذکر سنتے ہیں تو حضور علیہ السلام کی تعظیم کو قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے جس کی اصل نہیں مگر یہ بدعت حَسَنہ یعنی عمدہ طریقہ ہے اس لیے ہر

بدعت بری نہیں اور بہ تحقیق یہ قیام بوقت ذکر محبوبِ خدا ﷺ از روئے دین وتقویٰ امت کے عالمِ ائمہ کے پیشوا امام تقی الدین سبکی سے پایا گیا اور اِس قیام میں مَشائخ اسلام جوان کے ہم زمانہ تھے ان کے پیرو ہوئے اور یہ اقتدا میں کافی ہے۔

ابن حجر ہیتمی کہتے ہیں: وَالحاصل ان البدعَة الحَسَنة متفق عَلیٰ مَا ذهب اليه المحققون و عمل المولد وَ اجتماع الناس له كذلك اي بدعه حَسَنة
(روح البیان سورہ فتح آیت محمد رسول اللہ وطرب الکرام)

یعنی خلاصۂ کلام، کہ بدعتِ حَسَنہ پر اتفاق ہے جیسا کہ محققین نے لکھا اور میلاد شریف اور لوگوں کا اس کے لیے اجتماع کرنا بھی ایسا ہی یعنی بدعتِ حَسَنہ ہے۔

امام علامہ مدالقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جرت العَادہ بقیام الناس اذا انتهیٰ المدّاح الیٰ ذکر مَو لدہٖ ﷺ وهي بدعَة مستحبة لمافيه من اظهار السرور و التعظيم (اقامۃ القیامۃ مشمولہ فتاویٰ رضویہ ۱۲/۶۳)

یعنی لوگوں کی قیام کرنے کی عادت جاری ہے کہ جب مداح مصطفیٰ ﷺ کے ذکر ولادت پر پہونچتا ہے اور یہ بدعت حسنہ ہے۔

علامہ ابوزکریا حنبلی فرماتے ہیں:

ان ينتهض الا شراف عند سَمَا عهٖ قياماً صفوفاً او جثيا على الركب۔

(طرب الکرام ۹)

یعنی حضور علیہ السلام کے بیانِ ولادت کے آداب میں ہے کہ صف بصف اشراف کھڑے ہوں یا سوار۔

امام ہمام ابوزید فرماتے ہیں: و استحسن العلماء القيام عند ذكر الولادة

صلی اللہ علیہ وسلم وقال علماء الحنبلية عندذكر ولادته ان القيام وَاجِب انتهىٰ۔

(ماخوذ از اقامۃ القیامۃ مشمولہ فتاویٰ رضویہ ۱۲/۶۴ بحوالہ رسالہ میلاد)

یعنی علما نے ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام کو مستحسن فرمایا ہے اور علمائے حنبلیہ نے اسی قیام کو بوقت ذکر مبارک علیہ السلام واجب کہا ہے۔

علامہ بَرزنجی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں: قد استحسن القيام عند ذكر الولادة الشريفة ائمة ذورواية فطوبىٰ لمن كان تعظيمه صلی اللہ علیہ وسلم غاية مرامه و مر ماه الخ۔

(اقامۃ القیامہ ۶۶ مشمولہ فتاوی رضویہ ج ۱۲)

یعنی ائمہ صاحبِ روایت نے بوقت ذکر ولادت حضور علیہ السلام قیام کو مستحسن لکھا ہے۔ پس خوبی وفلاح ہے اس کے لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ وَالتسلیم کی تعظیم جس کا مقصود و مطلوب ہو۔

شیخ عبدالرحمن صفوری نزہۃ المجالس میں فرماتے ہیں: القيام عند ولادته صلی اللہ علیہ وسلم لاانكارفيه فانه من البدع المستحسنة و قد افتى جَماعة با ستحبَابه عند ذكر ولادته و ذٰلك من التعظيم وَ الا كرام له صلی اللہ علیہ وسلم وَ اكرامه تعظيمه صلی اللہ علیہ وسلم وَاجب علىٰ كل مؤمن وَلا شك ان القيام عند الولادة من بَاب التعظيم وَ الاكرام۔

(ماخوذ از طرب الکرام ۲۳-۲۴)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ وَ السلام کے ذکر ولادت بابرکت کے نزدیک قیام کرنے میں کوئی انکار نہیں اس لئے کہ وہ عمدہ بدعتوں سے ہے اور تحقیق ایک جماعت نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ذکر ولادت کے قریب قیام کرنے کو مستحب لکھا ہے اور یہ قیام کرنا حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتکریم ہے اور حضور علیہ السلام کی تعظیم وتکریم ہر مومن پر واجب ہے اور شک نہیں کہ قیام بوقت ذکر ولادت علیہ الصلوٰۃ والسلام تعظیم واکرام سے ہے۔

اہل انصاف غور کریں کہ علماو عرفا کی روشن ترین تحریرات نے کیسا واضح کر دیا کہ مجلس میلاد شریف وقیام مستحب وپسندیدہ ہے اور ان کی کچھ نئی نہیں بہت پرانی عادت ہے کہ جس فعل وعمل میں حضور سراپا نور علیہ السلام کی تعظیم وتکریم دیکھی بدعت کہنے لگے پھر کوئی تخصیص نہیں۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ ۸۸ جلد اوّل مطبوعہ جید بَرقی پریس دہلی۔ اب ذرا حق پسند حضرات اکابر دین کے اقوال سنیں کہ بدعت کے متعلق کیا تشریح فرماتے ہیں اگرچہ مختصراً اوپر گذر چکا کہ میلاد شریف بایں ہیئت مروّجہ اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت حَسنہ نہ کہ بدعت سیئہ کہ جس کے لیے وعید شدید آئی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مصحف رانوشتہ فروختن وباجرت نوشتن معمول درزمان خلفا اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبود اوّل ایں بدعت درآخر زمان حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخ شدہ لیکن بدعتِ حَسنہ است نہ بدعتَ سیئہ الخ (تفسیر عزیزی)

یعنی کلام عظیم کو لکھ کر فروخت کرنا اجرت پر لکھنا خلفاءِ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں معمول نہ تھا اوّل یہ بدعت حضرت مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخیر زمانہ میں جاری ہوئی لیکن بدعتِ حَسنہ ہے نہ کہ بدعت سیئہ الخ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: وہر امر محدث وبدعت کہ مخالف سنّت وسبب تغیر آں باشد گمراہی است۔

(شرح سفر السعادت)

یعنی ہر وہ عمل جدید وبدعت کہ سنّت کے مخالف اوراس کے تغیر کا سبب ہو گمراہی ہے۔

حضرت ملاّ علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاۃ میں لکھتے ہیں: قال فی الازھار ای کل بدعَة سَیئة ضَلالة و قوله کل بدعة ضلالة عام مخصوص الخ.

(مرقاۃ شرح مشکاۃ ج ۱/۲۱۶)

کہا ازہار میں کہ یہ مخصوص ہے یعنی ہر وہ بدعت کہ سیءہ ہو گمراہی ہے الخ۔

نیز ملاّ علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح موطّا امام محمد علیہ الرحمۃ میں لکھتے ہیں:

اصل البدعة ما احدث علی غیر مثال سَابق و یطلق فی الشرع مایقابل السُنة ای مـا لم یکن فی عهده ﷺ ثمّ ینقسم الی الا حکام الخمسة کذاذکره السّیوطی

یعنی بدعت کی اصل یہ ہے کہ وہ ایسی نئی چیز ہو کہ پہلے نہ ہو اور شروع میں اسکا اطلاق اس پر ہے جو سنّت کے مقابل ہو یعنی حضور علیہ السّلام کے عہد مبارک میں نہ ہو پھر وہ پانچ قسموں میں منقسم ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے لکھا۔

حاشیہ بخاری نمبر ٦ ج ۱/۲۶۹ و مرقات ج ۱/۲۱۶ میں ہے قال النووی البدعة کل شئی عمل علی غیر مثال سبق و فی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله ﷺ

علامہ سید شریف حدیث شریف من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو ردٌّ کی شرح میں فرماتے ہیں: المعنی من احدث فی الاسلا م رأ یالم یکن لهٗ من الکتاب وَالسنّة سَند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط فهو مردود عَلیه

(مرقاۃ شرح مشکاۃ ج ۱/۲۱۵)

انتہیٰ یعنی اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو ہمارے دین میں ایسی بات ایجاد کرے جو اس سے نہ ہو مطلب یہ ہے کہ جو اسلام میں ایسی بات نکالے جس کی کتاب وسنّت سے کوئی سند ظاہر یا خفی ملفوظ یا مستنبط نہ ہو پس وہ رد کی ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: قوله من احدث حَدثا اي فعل فعلاً لا اصل له والمراد مما يخالف الشرع.

یعنی قول انکا یہ جو نئی بات ایجاد کرے یعنی ایسا فعل کرے جسکی شرع میں کوئی اصل نہ ہو۔

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری فصل ۵/ ۱۰۸ مطبع دار الریان)

سیرتِ حلبی وغیرہا مشہور کتب معتبرہ میں ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا

ماحدث مما يخالف كتابا او سنّة او اثرا او اجماعا فهذه البدعة ضلالة وما احدث من الخير لا خلاف فيه لاحد من هذا وهذه محدثة غير مذمومة

(رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد مشمولہ الحاوی للفتاوی ج ۱/۱۹۲ للامام جلال الدین السیوطی)

یعنی وہ چیز کہ نئی ہو اور کتاب یا سنّت یا اجماع یا اثر کے مخالف ہو پس وہ بدعت ضلالت ہے اور جو ان کی مخالف نہ ہو پس وہ بدعت محمود ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم کی دوسری جلد میں فرماتے ہیں: فليس كل ما ابدع منهيا بل المنهى بدعة تضاد سنة ثابتة و ترفع امرا من الشرع مع بقاء علته (احیاء العلوم ج ۲/۳ مطبوعہ مصر)

یعنی بدعت وہی ممنوع ہے جو کسی ایسی سنّت کو مٹاتی ہو جس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یہی حضرت احیاء العلوم کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں: ولا يمنع ذلك من كونه

محدثا فکم من محدث حسن ۔ یعنی یہ منع نہ کیا جائے گا بسبب نئی بات ہونے کے کیونکہ بہت سی نئی باتیں عمدہ ہیں۔

علامہ امام صدر الدین شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یکرہ البدع اذا راغمت السّنۃ امّا اذالم یتراغمھا فلا یکرہ ۔ یعنی نئی بات ناپسندیدہ ہے جبکہ وہ سنّت کو مٹائے لیکن جب وہ ایسی نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

علّامہ ابن اثیر لکھتے ہیں: الابتداع ان کان فی خلاف ماامر بہ اللہ و رسولہ فھو فی حیز الذم وَالا نکاروَان کان وَاقعاًتحت عموم ما ندب الیہ و حض علیہ رسولہ فھو فی حیز المدح و ان لم یکن مثالہ موجودا کنوع من الجودوَالسّخَاء و فعل المعروف فھٰذافعل من الافعَال المحمؤدۃلم یکن الفاعل قد سبق الیہ ولا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان رسول اللہ ﷺ قد جعل فی ذلک ثواباً فقال من سن سُنۃ حَسَنۃ کان لہ اجر ھا و اجر من عمل بھَا و قال فی ضدہ من سن سُنۃ سیئۃ کان عَلیَہ وزر ھا وزر من عمل بھا و ذلک اذا کان فی خلاف مَا امر اللہ بہ و رسولہ الخ ۔ (جامع الاصول)

یعنی بدعت اگر اس کے خلاف میں ہو جس کے کرنے کا حکم اللہ جل جلالہ ورسول ﷺ نے دیا تو وہ مذموم و منکر ہے اور اگر وہ اس عموم کے تحت میں ہو جس کو شارع علیہ السلام نے مندوب فرمایا اور اس پر رغبت دلائی تو وہ ممدوح ہے اور اگر اس کی کوئی مثال نہ پائی جائے جیسے جود وسخا اور بھلے کام تو یہ افعال محمودہ سے ہیں کہ جن پر فاعل سابق نہ ہوا اور یہ جائز نہیں کہ ایسی بات خلاف مشروع ہو اس لیے کہ حضور علیہ السلام نے اس میں ثواب فرمایا ہے کہ

جو شخص اسلام میں کوئی عمدہ بات نکالے تو اسکا اجر پائے گا اور اسے اس کا بھی اجر ملے گا جو اس نیک بات پر عامل ہو اور اس کی ضد میں فرمایا کہ جو کوئی بری بات رائج کرے تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور جتنے اس گناہ میں شریک ہوں گے ان سب کا گناہ اس رائج کرنے والے پر بھی ہوگا۔ اور یہ جب ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کے خلاف ہو۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں: البدعة اما واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله و رسوله و كتدوين اصول الفقه و الكلام فى الجرح و التعديل و اما محرمة كمذهب الجبرية و القدرية و المرجئة و المجسمة الرد على و هؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية و اما مندوبة كاحداث الربط و المدارس و كل احسان لم يعهد فى الصدر الاول و كالتراويح اى بالجماعة العامة و الكلام فى دقائق الصوفية ا ما مكروهة كزخرفة المساجد و تزيين المصاحف عند الشافعية و اما عند الحنفية فمباح اما مباحة كالتوسع فى لذائذ الماكل و المشارب و المساكن

(حاشیہ مشکوۃ نمبر ۷ صفحہ ۲۷ بحوالہ کتاب القواعد و حاشیہ ابن ماجہ نمبر ۵ ج ۱/ ۶ و مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱/ ۲۱۶)

یعنی بدعت یا تو واجب [۱] ہے جیسے فہم قرآن کے لیے نحو سیکھنا اور اصول فقہ کا جمع کرنا اور جرح و تعدیل میں کلام یا حرام [۲] جیسے جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ و مجسمہ کا مذہب اور ان کا رد کرنا بدعت واجبہ ہے اس لیے کہ ان بدعتوں سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے یا مندوب [۳] جیسے مدارس کا بنانا اور ہر وہ نیک عمل جو زمانہ اولیٰ میں نہ تھا اور باجماعت تراویح اور دقائق صوفیہ میں کلام یا مکروہ [۴] جیسے مساجد و مصاحف کا مزین کرنا شوافع کے نزدیک لیکن حنفیوں کے نزدیک مباح ہے یا بدعت مباح [۵] ہے جیسے کھانے پینے رہنے کی اشیاء میں فراخی

الغرض ائمہ دین علیہم الرحمۃ کی صاف وصریح تشریحات نے واضح کردیا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت حسنہ و بدعت سیئہ اور میلاد شریف سلام وقیام ودیگر امور حسنہ اسی بدعتِ محمودہ کے تحت میں ہیں۔ وہابیہ کا مزعوم ہی عجب موہوم ہے ائمہ دین کی مخالفت انکا قدیمی شیوہ ہے حق پسند کے لیے یہی بہت کافی ہٹ دھرمی کو دفاتر بھی ناوافی۔ ان سب سے ائمہ کے اقوال بڑھ کر افضل واشمل وہ قول ہے جسے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت تراویح کے اہتمام والتزام کے متعلق فرمایا نعمت البدعۃ ھٰذہٖ یعنی کیا اچھی بدعت ہے وہابیہ کا تو اس پر ایمان ہی نہ ہوگا کیونکہ وہ تو بول چکے بدعت کوئی حسنہ نہیں۔ ہاں ایمان والوں پر مولیٰ عزّ وجل کی رحمتیں ہیں کہ وہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع ومنقاد دائمہ ہدیٰ کے متبع ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلوٰۃ الضحیٰ کے متعلق فرماتے ہیں:

نعمت البدعة هذهٖ یہ کیا اچھی بدعت ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا : ما ابتدع المُسلمون افضل من صلوٰة الضحیٰ

یعنی مسلمانوں نے نماز چاشت سے افضل کوئی نئی بات نہ ایجاد کی۔

امام عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخاری شریف کی شرح میں حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول مذکور کے تحت میں فرماتے ہیں: انمادعاها بدعة لان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لم یسنها لهم ولا كانت فی زمن ابی بكر رضی الله تعالیٰ عنه ورغب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فیهابقوله "نعم" لیدل علیٰ فضلها ولئلا یمنع هذا اللقب من فعلها وَالبدعة فی الا صل احداث امرلم یكن فی زمن رسول الله

ﷺ ثم البدعة علیٰ نوعین ان کانت مما یندرج تحت مستحسن فی الشرع فھی بدعة حَسَنة الخ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۵/۳۵۶ مطبع دار الطباعۃ العامرۃ)

یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو بدعت یوں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ان کے لیے مسنون نہ فرمایا اور نہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تھی اور اپنے قولِ نعم سے ترغیب اس لیے دی کہ اس کی فضیلت پر دلالت کرے اور یہ لقب اس کے کرنے سے ممنوع نہ ہو اور بدعت کی اصل یہ ہے یعنی ایجاد کرنا ایسی بات کا جو زمانہ حضور اقدس ﷺ میں نہ ہو پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں اگر وہ کسی مستحسن کے تحت میں داخل ہو تو وہ بدعتِ حَسَنہ ہے الخ۔

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: سماها بدعة لانه ﷺ لم یسن لهم الاجتماع لها ولا کانت فی زمن الصّدیق ولا اول اللیل و کل لیلة ولا هذا العدد وهی خمسة وَاجبة و مندوبة و محرمة وَمَکروهَة وَ مُبَاحَة و حدیث کل بدعة ضلالة من العام المخصوص و قدرغب فیها عمر رضی الله تعالیٰ عنه بقوله نعم البدعة وهی کلمة تجمع المحاسن کلها الخ۔

(ارشاد الساری ج ۳/۴۲۴ مطبع نولکشور لکھنؤ)

یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کو بدعت اس لیے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نماز کے لیے اجتماع کرنے کو اس کے لیے مسنون نہ فرمایا اور نہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تھی۔ اور بدعت کی پانچ قسمیں ہیں واجب، مندوب، حرام، مکروہ، مباح اور حدیث: کلّ بدعة ضلالة ہر بدعت گمراہی ہے

عام مخصوص سے ہے اور تحقیق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کے لیے ترغیب اپنے قول نعم البدعة سے فرمائی اور یہ ایسا کلمہ ہے جو تمام نیکیوں کو شامل ہے۔ الخ

مجمع البحار میں انہیں کے تحت میں فرمایا: هی نوعان بدعة هدی و بدعة ضلالة فمن الا ول مَا كان تحت عمُوم ما ندب الشارع اليه و حض عَليه فلاَ يذم لو عد الا جر عَليه بحديث من سن سُنّة حَسَنة و فی ضدہٖ من سن سُنّة سَيئةً و من الثانی ما كان بخلاف امربه فيذم و ينكر عليه و التّراويح من الاوّل لانه صلیّ الله تعالیٰ عليه وسلّم لم يسنها لهم و انما صَلاّها ليالی ثم تر كها ولا كانت فی زمن الصّديق رضی الله تعالیٰ عنه وهي علی الحقيقة سُنّة لحديث عليكم بسُنّتی و سُنّة الخلفأ الرّاشدين و اقتدو ابالذين من بَعدي وَ علی الا خر يحمل حَديث كل محدثة بدعة الخ.

(مجمع بحار الانوار ج ۱/۱۶۰)

یعنی بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت ہدی اور بدعت ضلال، پس اوّل وہ ہے جو شارع علیہ السلام کے عموم مندوب کے تحت میں ہو اور شارع علیہ السّلام نے اس کی ترغیب دی ہو پس وہ مذموم نہیں کیونکہ حدیث شریف مَن سن سنّة حَسَنةً سے اس پر اجر کا وعدہ ہے اور اس کی ضد میں من سن سنّة سيّئَةً ہے۔ اور دوسری قسم بدعت کی وہ ہے کہ جس کا حکم دیا اس کے خلاف وہ پس اس پر ذم وانکار ہے۔ اور تراویح بدعت کی پہلی قسم سے ہے اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اسے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسنون نہ فرمایا بیشک حضور علیہ السلام نے اسے چند راتوں کو پڑھا پھر ترک فرمادیا اور نہ حضرت صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تھی اور یہ نماز حقیقت میں سُنّت ہے،

حدیث شریف　　علیکم بسنّتی و سُنّة الخلفأ الراشدین المھدیین عضو اعلیھا با لنواجذ و علیکم با لطاعة

(سنن ابن ماجہ ج ۱/۵ باب اتباع سنۃ الخلفأ الراشدین)

کہ تم پر میری و میرے خلفار اشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت لازم ہے۔ نیز حدیث پاک میں ہے سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا :

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر　　(ارشاد الساری ج ۳۴۴/۳)

سیرت شامی میں امام ابوشامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه نعمت البدعة یعنی انها محدثة لم تکن و اذا کانت فلیس فیها رد لما مضی فالبدع الحَسَنة متفق علیٰ جَوَاز فعلها و الا ستحباب لهأ ورجَاء الثواب لمن حسنت نیته فیها وهی کل مبتدع مُوافق للقوا عد الشرعیة غیر مخالف لشئٍ منها ولا یلزم من فعله محذورشرعیٌ الخ۔

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعمت البدعۃ فرمایا کہ یہ ایک جدید بات ہے جو نہ تھی اور جب ہوئی تو اس میں کوئی قابلِ ردّ بات بھی نہیں وجہ مذکور سے پس عمدہ بدعتوں کے کرنے اور مستحب ہونے اور ان پر امید ثواب ہونے پر اس کے لیے جس کی نیت بخیر ہو اتفاق کیا گیا ہے اور عمدہ بدعت وہ ہے جو قواعدِ شرعیہ کے موافق اور ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو اور اس کے کرنے سے کوئی شرعی خلل نہ واقع ہو۔

غرض کہ انصاف پسند نظروں نے دیکھ لیا کہ ہر امر جدید مطلقاً مردود نہیں ورنہ بہت سے امور کا صاف صاف انکار لازم آئے گا بلکہ جس میں کوئی شرعاً قباحت ہو وہ ضرور

ممنوع ہے اور نہ قرون ثلٰثہ میں کسی امر کا ہونا یا نہ ہونا ہی اصلی علّت ہے کیونکہ ہزار ہا وہ امور مستحسنہ ہیں کہ اب مروّج ہیں اور ان پر زمانہ دراز سے علماؤ صلحا رحمۃ اللہ علیہم کا تعامل ہے حالانکہ وہ ازمنۂ مشہود لہا بالخیر میں نہ تھے جیسا کہ ابھی ضمناً و صراحۃً بہت کچھ گزر چکا۔ لہٰذا ہمیں ایک اصل کلّی یاد رکھنا چاہیے جیسے کہ امام احمد قسطلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔

الفعل یَدل عَلی الجواز و عدم الفعل لا یدل عَلی المنع

یعنی کسی فعل کا ہونا جواز پر دلیل ہے اور نہ ہونا اس کے منع پر دلیل نہیں۔

(فتاوی رضویہ ج ۱۲/۸۵ بحوالہ مواہب اللدنیہ)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ حاشیۂ درِ مختار میں بحث غلاف ج ۵/۲۳۹ میں فرماتے ہیں: اذا قصد به التّعظیم فی عیو ن العَامّةِ حَتیٰ لا یحتقر و اصاحب القبرو لجلب الادب وَالخشوع للغَافلین الزّائرین فهو جَائز وَ ان کان بدعة فهو کبعد طواف الودَاع یرجع قهقریٰ حَتی یخرج من المسَجد اجلا لا للبیت حَتی قال فی المنهاج انه لیس فیه سنّة مرویة و لا اثر محکی و قد فعله اصحابنا کذافی کشف النور ٤ ك الخ.

یعنی جبکہ اس غلاف قبر سے عام نگاہوں میں تعظیم مقصود ہو کہ صاحب قبر کو حقارت سے نہ دیکھیں اور زائرین غافلین میں ادب و خشوع دینا مراد ہو تو یہ جائز ہے اگرچہ یہ بدعت ہے اور یہ فقہاً کے اس قول کے موافق ہے جو بعد طواف وداع ہیئت قہقری یعنی الٹے پاؤں لوٹنے پر مشتمل ہے یہاں تک کہ مسجد سے خارج ہو جائے بیت اللہ شریف کی تعظیم و تکریم کے لیے یہاں تک کہ منہاج میں کہا کہ اس بارے میں کوئی سنت مروی نہ کوئی اثر محکی ہے حالانکہ ہمارے اصحاب نے اس فعل کو کیا۔

عالمگیری میں ہے:

ولا بأس بکتابة اسَامی السور وعدد الآی و ھو ان کان احداثا فھو بد عَة حَسَنة و کم من شیٔ کان احداثاً و ھو بدعة حَسَنة

(ج ۵/۳۵۸ باب الخامس فی آداب المسجد)

یعنی سورتوں کے اسماء کا لکھنا آیات کے شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ اگر چہ نئی بات ہے مگر بدعتِ حَسَنہ ہے اور بہت سی باتیں ہوتی ہیں مگر وہ اچھی ہوتی ہیں۔

بالجملہ میلاد شریف و قیام و سلام مستحب و مستحسن ہے جن کے جواز و استحباب پر علمائے اسلام کے روشن کلمات ہیں اور قرونِ ثلاثہ میں کسی امر کا ہونا ہی اس کے عدمِ جواز کو کافی نہیں کہ اصل علت خیر و شرّ ہے۔ اور حدیث شریف میں جس بدعت کو گمراہی بتایا گیا وہ یقیناً بدعتِ ضلالت ہے اُس سے بدعتِ حَسَنہ کو کوئی علاقہ نہیں۔ منکرین قیام کی مت ہی نرالی کہ انکے مذہب نامہذب کی تباہی حقیقت سے بے راہی و ہٹ دھرمی پر ہے جیسا دیس ویسا بھیس انکا شیوۂ عمل کہیں تو قیام کو بالکل نا جائز کہیں، کہیں خود اس پر عمل کریں کسی جگہ بزم اقدس کی شرکت کو بالکل ممنوع قرار دیں، کہیں خود ہی حصّہ لیں۔ سلام و قیام بلا شک مظہر تعظیم حضرت رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم ہے معاذ اللہ اس کے انکار پر محبت ایمان کا مقتضیٰ یہی کہ ضرور کیا جائے۔

محفلِ میلاد شریف کے متعلق چند عبارات مخالفین فرقۂ وہابیہ طاغیہ کی کُتبِ معتبرہ مسلمہ موٴمن بہا سے نقل کی جاتی ہیں کہ احقاقِ حق و ازہاقِ باطل ہو دنیا دیکھ لے کہ وہابیوں کے اماموں اور مقتداؤں نے کیا کیا گلریزیاں کی ہیں جنکی حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لیے تمام اذنابِ وہابیہ چیخ پکار کیا کرتے ہیں۔

سوال۔ محفل میلاد جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ فقط رشید احمد

(فتاوی رشیدیہ کامل ۱۳۱ مکتبہ تھانوی، دیوبند)

سوال۔ چہلم وغیرہ کی مجلسیں بتخصیص دن کے منع ہے یا بالکل ہی نہ کرنا چاہئے اور اس مجلس میں جانا چاہئے یانہیں؟

الجواب۔ مجالسِ مروّجہ زمانہ ہذا میلاد وعرس وسویم چہلم بالکل ہی ترک کرنا چاہئے کہ اکثر معاصی اور بدعات سے خالی نہیں ہوتیں۔ فقط وَاللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد فتاوٰی رشیدیہ کامل کتاب البدعات صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند

سوال۔ مروجہ مجلس میلاد بدعت ہے یانہیں؟

الجواب۔ مجلس مولود مروّجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امور مکروہہ کہ مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے۔

(فتاوٰی رشیدیہ کامل ۱۱۵ کتاب البدعات مکتبہ تھانوی دیوبند)

سوال۔ مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کرتے تھے آپکے نزدیک جائز ہے یانہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یانہیں؟

الجواب۔ عقد مجلسِ مولود اگر چہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں وعلیٰ ہذا عرس کا جواب ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ۱۳۴ مکتبہ تھانوی دیوبند)

سوال۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔

(براہین قاطعہ مطبوعہ بلال پریس واقع ساڈھورہ صفحہ ۱۴۸ و کتب خانہ امدادیہ ۱۵۲)

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیّا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادۃ اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکتیں قبیحہ قابلِ لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھکر ہوئے وہ تو تواریخ معین پر کرتے ہیں انکے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ فرضی خرافات بناتے ہیں۔ الخ

بلحاظ اختصار یہ چند عبارتیں وہابیوں کی باعثِ فخر کتابوں سے بحوالہ صفحات و مطابع و حصص درج کی گئی ہیں حق پسند حضرات بغور پڑھکر اندازہ لگائیں کہ وہابی ذکر حبیب خدا ﷺ کو مٹنے کے لیے کیسے ساعی ہیں اور اس بزم مقدس کو بدعت و ناروا کہکر کیا کیا گہر ریزیاں کرتے رہتے ہیں مگر واضح رہے جنکے ذکر شریف کو مولیٰ عز و جل رفعت و عظمت عطا فرمائے بے مقداروں کی کیا حیثیت کہ گھٹا سکیں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا

مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ خوب فرماتے ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

واللّٰہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی اخیر خلقہ سیدنا و مولٰنا محمد و علی اٰلہ و اصحابہ اجمعین و بارک وسلم

العبد المذنب **محمد رجب علی** القادری النانقاروی

عافاہ مولاہ وکلا من اہل السنۃ و الجماعۃ

بجاہ حبیبہ و رسولہ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

علیٰ اٰلہ و اصحابہ و بارک وسلم

۱۹/ شوال المکرم ۱۳۶۵ھ ہجری مقدسہ

﴿مراجع و مصادر﴾

(۱) قرآن حکیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲) تفسیر عزیزی۔۔۔۔۔۔۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ ۱۱۵۹۔۱۲۲۹ھ

(۳) صحیح بخاری۔۔۔۔۔۔۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری قدس سرہ ۱۹۴۔۲۵۶ھ

(۴) سنن ابن ماجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ۲۷۳ھ

(۵) فتح الباری شرح بخاری۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ احمد بن حجر عسقلانی ۷۷۳۔۸۵۲

(۶) عمدۃ القاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شارح بخاری بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد حنفی عینی،

(۷) ارشادالساری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ احمد بن محمد قسطلانی ۸۵۱ھ/۹۲۳ھ

(۸) ہدی الساری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام حافظ احمد بن حجر عسقلانی ۷۷۳۔۸۵۲

(۹) مرقاۃ المفاتیح۔۔۔۔۔۔۔۔۔محدث کبیر علامہ علی بن سلطان محمد قاری م ۱۰۱۴ھ

(۱۰) شرح موطا امام محمد (ملاعلی قاری)۔۔۔۔۔۔علامہ علی بن سلطان محمد قاری م ۱۰۱۴ھ

(۱۱) مواہب اللدنیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ احمد بن محمد قسطلانی ۸۵۱ھ/۹۲۳ھ

(۱۲) احیاء العلوم۔۔۔۔۔۔حجتہ الاسلام امام ابوحامد محمد بن غزالی قدس سرہ ۴۵۰۔۵۰۵ھ

(۱۳) کتاب القواعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شیخ عزالدین بن عبدالسلام

(۱۴) مجمع البحار۔۔۔۔ملک المحدثین علامہ محمد طاہر صدیقی ہندی، فارسی ۹۸۶ھ/۱۵۷۸م

(۱۵) شرح سفر السعادۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری م ۱۰۵۲ھ

(۱۶) عقدالجوہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید جعفر برزنجی

(۱۷) ردالمحتار۔۔۔۔۔سید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی قدس سرہ ۱۱۹۸۔۱۲۵۳ھ

(۱۸) فتاویٰ عالم گیری ۔ جمیعۃ العلما شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ ۱۰۲۷۔۱۱۱۹ھ

(۱۹) نزہتہ المجالس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ شیخ عبدالرحمٰن صفوری قدس سرہ

(۲۰) فتاویٰ رشیدیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی

(۲۱) براہین قاطعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

(۲۲) حسن المقصد فی عمل المولد۔۔۔۔۔۔۔علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی م ۹۱۱ھ

(۲۳) کشف النور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام عبدالغنی نابلسی م ۱۱۴۳ھ

(۲۴) سنن ابن ماجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ۲۷۳ھ

(۲۵) فتح الباری شرح بخاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ احمد بن حجر عسقلانی ۷۷۳۔۸۵۲

(۲۶) جامع الاصول

(۲۵) سیرت حلبی

(۲۶) سیرت شامی

منقبت درشان مفتی اعظم ناناپارہ قدس سرہ

از۔ محمد ابوالحسن قادری مصباحی احسنؔ بہرائچی
خادم افتا جامعہ امجدیہ گھوسی، مئو

بلبل ہند عالم دیں ایسے تھے تقوی شعار
اتقا کی جنکے عظمت ہوگئی تھی آشکار

فیض بخشی کی تری ہے یہ فقط ادنیٰ مثال
پڑگئی جس پر نظر وہ ہوگیا ہے ذی وقار

علم وفن اور فکر وفضل و زہد وتقوی اور کمال
ان سبھی اوصاف کے تھے آپ بحر بے کنار

ناناپارہ ناسک وگجرات دیکھو جس طرف
فکر وفن اور آگہی کے بہہ پڑے ہیں آبشار

رکھ دیا مفتی رجب نے ہے جہاں اپنا قدم
لہلہا اٹھی زمیں اور ہوگئی ہے سبزہ زار

رشک کرتے تھے تری عظمت پہ سب ماہ نجوم
تھے وحید عصر بے شک اور فرید روزگار

قادری رضوی عزیزی نوری وبرکاتی بھی
یعنی بے شک آپ تھے سب میکدوں کے بادہ خوار

حامیِ دین متیں تھے سنیت کے پاسباں
رہبر اسلام وملت قوم کے تھے غم گسار

رب اکبر کے یہاں تھے بندۂ مقبول وہ
جس کی بخشس کی دعا کرتے ہیں دشت وکوہسار

نام غوث پاک پہ ہوتے تھے یوں قرباں رجب
جیسے ہوتے ہیں سبھی پروانے شمع پر نثار

سونگھ جاتا سانپ تھا نجدی کو سن کے تیرا نام
رعب تھا کیسا تیرا اور کیسا تھا علمی وقار

تھا نکل جاتا جدھر غوث ورضا کا شیر یہ
بھاگتے نجدی وہابی ڈھونڈ ھتے راہ فرار

تھی عقیدت آپ کو غوث ورضا خواجہ سے یوں
مدح میں رہتی زبان اور ہجر میں دل بیقرار

کر دیا تھا سینۂ نجدی وہابی میں جو غار
آج تک سہمے ہوئے ہیں رو رہے ہیں زار زار

تیرا دیواں ہے کہ نعت ومنقبت کا گلستاں
ہے کلام نظم یا وہ کوثر وزم زم کی دھار

التجا ہے احسنؔ خستہ کی بس یہ آپ سے
ہو نگاہ لطف مل جائے اسے علمی وقار

مرکز اہل سنت سرچشمہ علم و حکمت

جامعہ عزیز العلوم

نانپارہ ضلع بہرائچ (یوپی)

ملک نیپال سے متصل شمالی ہند قصبہ نانپارہ میں ایک عظیم الشان دینی مذہبی اصلاحی تبلیغی سنی درسگاہ ہے جو ۴۴ سال سے سرکار مفتی اعظم ہند کی روحانی سرپرستی میں قائم ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان حق پسند نقیب ہے جو اسلام وسنیت کا روشن مینارہ ہے اب تک اس جامعہ سے ہزاروں طلبہ عالم و فاضل نیز حفظ و قرأت کی اسناد حاصل کر کے ملک کے گوشہ گوشہ میں خدمت دین انجام دے رہے ہیں اس ادارہ میں اعدادیہ سے دورۂ حدیث تک مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔ نیز عربی ادب اور انگلش کے ماہر اساتذہ شب و روز طلبہ کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے مصروف عمل ہیں سال میں خطیر رقم صرف ہونے کے باوجود نہ گورنمنٹ سے ایڈ لی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی کمیشن پر سفیر بھیجا جاتا ہے۔ بس اہل خیر حضرات کے تعاون سے ہی یہ ادارہ چل رہا ہے۔ لہٰذا تمام اسلامی بھائیوں سے گذارش ہے کہ خیر کے مواقع پر اس ادارہ کا بھی خیال رکھیں۔

AL- MAJMAUR - RAJABI

AT/P.O. NANPARA DIST BAHRAECH (U.P.)

PH: 05253, 32056